Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل
ربوہ
فون ۴۴۹
ایڈیٹر: نسیم سیفی
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۷۵/۴۰ | جمعرات ۲۰ جمادی الثانی ۱۴۱۰ ھ، ۱۸ صلح ۱۳۶۹ ہش، ۱۸ جنوری ۱۹۹۰ء | نمبر ۱۶

خدا کی رضا کی خاطر

"انسان جب خدا کی راہ میں کچھ پیش کرتا ہے تو رضا کی خاطر کرتا ہے اور وہی چندہ ہے جو مقبول ہوتا ہے اور اسی کے نتیجے میں دنیا بھی سنورتی ہے پس جہاں تک نیتوں کا تعلق ہے، نیت یہ ہونی چاہیئے کہ محض اللہ کی رضا کی خاطر ہم یہ دے رہے ہیں"۔

(ارشاد سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ۔ الفضل ۱۱ جنوری ۱۹۹۰ء صفحہ ۳)

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"(خدا تعالےٰ) گواہ ہے کہ میں شہرت پسند نہیں ہوں۔ میں تو دنیا سے ہزاروں کوس بھاگتا تھا۔ حاسد لوگوں کی نظر چونکہ زمین اور اس کی اشیاء تک ہی محدود ہوتی ہے اور وہ دنیا کے کیڑے ہیں اور شہرت پسند ہوتے ہیں۔ ان کو اس خلوت گزینی اور بے تعلقی کی کیفیت ہی معلوم نہیں ہو سکتی۔ ہم تو دنیا کو نہیں چاہتے اگر وہ چاہیں اور اس پر قدرت رکھتے ہیں تو سب دنیا لے جائیں ہمیں ان پر کوئی گلہ نہیں۔ ہمارا ایمان تو ہمارے دل میں ہے نہ دنیا کے ساتھ۔ ہماری خلوت کی ایک ساعت ایسی قیمتی ہے کہ ساری دنیا اس ایک ساعت پر قربان کرنا چاہیئے۔ اس طبیعت اور کیفیت کو سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا۔ مگر ہم نے خدا تعالےٰ کے امر پر جان و مال و آبرو کو قربان کر دیا ہے۔ جب اللہ تعالےٰ کسی کے دل میں تجلّی کرتا ہے تو پھر وہ پوشیدہ نہیں رہتا۔ عاشق اپنے عشق کو خواہ کیسے ہی پوشیدہ کرے مگر بھید پانے والے اور تاڑنے والے قرائن اور آثار اور حالات سے پہچان ہی جاتے ہیں عاشق پر وحشت کی حالت نازل ہو جاتی ہے۔ اداسی اس کے سارے وجود پر چھا جاتی ہے۔ الگ قسم کے خیالات اور حالات اس کے ظاہر ہو جاتے ہیں۔ وہ اگر ہزاروں پردوں میں چھپے اور اپنے آپ کو چھپائے مگر چھپا نہیں رہتا سچ کہا ہے۔

عشق و مشک را نتواں نہفتن

جن لوگوں کو محبّت الٰہی ہوتی ہے وہ اس محبّت کو چھپاتے ہیں جس سے اُن کے دل لبریز ہوتے رہیں بلکہ اس کے افشاء پر وہ شرمندہ ہوتے ہیں کیونکہ محبّت اور عشق ایک راز ہے جو خدا اور اس کے بندے کے درمیان ہوتا ہے اور ہمیشہ راز کا فاش ہونا شرمندگی کا موجب ہوتا ہے"۔

(ملفوظات جلد ہفتم صفحہ ۴۴-۴۵)

حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے محبّت کا تقاضا

ارشادات سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الثالث) اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جب ہم محبّت کا دعویٰ کرتے ہیں تو اس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ ہم آپؐ کے پیار کو دوسری تمام چیزوں کے پیار پر ترجیح دیتے ہیں۔ ہم آپؐ کی لائی ہوئی تعلیم کے ہر حصّہ کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں اور اس پر عمل کرنے کی اپنی طرف سے پوری کوشش کرتے ہیں۔ اگر ہم ایسا نہیں کرتے تو ہمارا آپؐ سے محبت کا دعویٰ محض کھوکھلا دعویٰ ہوگا، ہم منہ سے تو آپؐ کی محبت کا دعویٰ کریں گے لیکن عملی طور پر آپؐ کی کسی ہدایت پر عمل کرنے کے لئے تیار نہیں، نہ دنیا ہمارے اس دعویٰ کو تسلیم کرنے کے لئے تیار ہوگی اور نہ خدا تعالیٰ کی نگاہ میں ہمارا دعویٰ مقبول ہوگا، کیونکہ آپؐ سے محبت کے دعوے کا مطلب ہی یہ ہے کہ ہم آپؐ کے ہر اشارہ پر اپنی جان دینے کے لئے ہر دم تیار ہیں۔ ہمیں اس بات کی ضرورت نہ ہو کہ اس کی حکمت ہماری سمجھ میں آجائے یا اس کا فلسفہ ہمارے سامنے رکھا جائے۔ اس کے منافعے ہمیں بتائے جائیں یا اس کے مضرّات سے بچنے کی وجوہات کی طرف ہمیں متوجہ کیا جائے۔ ہمارے لئے صرف اسی قدر کافی ہو کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش ہے اور ہم اس خواہش کو پورا کرنے کے لئے ہر وقت تیار ہیں چاہے اس رستہ میں ہمیں جان بھی قربان کرنی پڑے کیونکہ محبت کا تقاضا یہی ہے"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۴ فروری ۱۹۶۶ء)

ہے سر رہ پر تمہارے وہ جو ہے مولا کریم

○ عزیزہ عطیہ رفعت صاحبہ بنت مکرم ظفر اللہ خان صاحب ثانی کا نکاح مکرم ساجد حیات خان صاحب قیصرانی ولد سردار کرنل ریٹائرڈ محمد حیات خان صاحب قیصرانی بعوض حق مہر مبلغ ایک لاکھ روپے مورخہ ۵ جنوری ۱۹۹۰ء کو ڈیرہ غازیخان میں محترم مولوی خان محمد صاحب امیر ضلع ڈیرہ غازیخان نے پڑھایا۔ اُسی شب رخصتی عمل میں آئی۔

عزیزہ موصوفہ مکرم امام بخش خان صاحب نتکانی کی پوتی اور سردار فیض اللہ خان صاحب نتکانی سابق امیر ضلع کی پڑنواسی ہے۔

○ مکرم رانا نعیم احمد خان صاحب آف نواں پنڈ کنجروڑ (شکر گڑھ) حال مقیم ہوسلو ناروے کی شادی مورخہ ۱۰ نومبر ۸۹ء کو محترمہ سعیدہ فرحت رانا صاحبہ بنت مکرم رانا عبد السلام صاحب کے ہمراہ گرین ٹاؤن لاہور میں قرار پائی۔

○ مکرم شیخ محمد اکرام صاحب کی بیٹی عزیزہ ثمر شیریں صاحبہ کی شادی مورخہ ۲۸ دسمبر ۸۹ء کو مکرم شاہد کلیم صاحب آف جرمنی ابن مکرم کیپٹن محمد مجید احمد صاحب کے ہمراہ انجام پائی ۳۰ دسمبر کو محلہ دار النصر میں دعوت ولیمہ کا انعقاد ہوا جس کے اختتام پر حضرت مولوی محمد حسین صاحب نے دُعا کروائی۔

○ محترمہ انیسہ احمد صاحبہ بنت مکرم چوہدری محمد سلمان اختر صاحب نمبردار و صدر جماعت احمدیہ چک نمبر ۳۵ جنوبی ضلع سرگودھا کا نکاح مورخہ ۱۳ جنوری ۹۰ء کو مکرم پروفیسر محمد سلطان اکبر صاحب نے ۲۵ ہزار روپے حق مہر کے عوض مکرم چوہدری خالد افضال صاحب آف جرمنی کے ہمراہ پڑھا۔ مورخہ ۱۴ جنوری کو رخصتانہ کی تقریب ہوئی جس میں حضرت مولوی محمد حسین صاحب نے دُعا کروائی۔

احباب کرام دُعا کریں کہ اللہ تعالےٰ ان رشتوں کو ہر لحاظ سے مبارک کرے اور مثمر بثمرات حسنہ بنائے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: ـــــ آغا سیف اللہ ، پرنٹر: ـــــ قاضی منیر احمد
مطبع: ـــــ ضیاء الاسلام پریس ، ربوہ
مقام اشاعت: ـــــ دارالنصر غربی ربوہ ، قیمت: ـــــ ایک روپیہ پچاس پیسے

۱۸ صلح ۱۳۶۹ ہش ۱۸ جنوری ۱۹۹۰ء

کامیابی کا گُر

دو باتیں خاص طور پر سمجھ لینے والی ہیں ایک تو یہ کہ ہر کام کا نتیجہ خدا تعالےٰ کے ہاتھ میں ہے ۔ کام ظاہری طور پر چھوٹے سے چھوٹا سا ہو لوگ اسے کوئی اہمیت نہ دیں لیکن خدا کو مقبول ہو تو اس کا نتیجہ بڑے سے بڑے کام کے نتیجہ سے بھی بڑا ہو سکتا ہے اور انسان یہ سمجھے کہ اس نے بڑا کام کیا ہے اور لوگ بھی اسے بڑا کام ہی سمجھیں لیکن خدا تعالیٰ کی نظر میں مقبول نہ ہو تو اس کا نتیجہ صفر سے بھی کم ہو سکتا ہے ۔ الغرض ہر کام کا نتیجہ خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے ۔

دوسری بات یہ کہ اللہ تعالیٰ دعاؤں کو سُنتا ہے اور دعاؤں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا فضل نتائج پر اثر انداز ہوتا ہے ۔ کام بہت تھوڑا ہو سکا ہو دعا کی توفیق مل گئی ہو یا کسی خدا رسیدہ انسان سے دعا کروائی گئی ہو تو یقیناً نتیجہ بہتر رہے گا ۔ اور شائد امیدوں سے بھی بڑھ کر ہوگا ۔

اگر ہم ان دونوں باتوں کو سمجھ لیں تو کسی دل میں اَنا پیدا نہ ہو سکے اور کوئی یہ نہ کہہ پائے کہ مَیں نے یہ تیر مارا ہے ۔ ہر شخص یہ کہے کہ جو کچھ ہوُا ہے یہ خدا کا فضل ہے اور خدا کا فضل دعا کے نتیجہ میں حاصل ہوُا ہے ۔

ایک بہت اچھی مثال مکرم محمود احمد صاحب سابق صدر خدام الاحمدیہ کی صدارت پر تقرری تھی ۔ ووٹنگ میں (یعنی خدام کے خیال میں) وہ پانچویں نمبر پر تھے ۔ لیکن حضرت مرزا ناصر احمد صاحب قدرت ثانیہ کے تیسرے مظہر نے انہیں صدر مقرر فرما دیا اور اس تقرری کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا

"پچھلے سال خدام الاحمدیہ کے صدر کا جو انتخاب ہوُا اس میں ووٹوں کے لحاظ سے محمود احمد صاحب پانچویں نمبر پر تھے اور مَیں یہ سبق جماعت کو دینا چاہتا تھا کہ جن چار کو ووٹ زیادہ ملے ان کے کام میں برکت ان کے ووٹوں کی وجہ سے نہیں ہوگی بلکہ جو مخلصانہ نیّت سے قدرت ثانیہ کی اتباع کرے گا وہی برکت حاصل کرے گا چنانچہ پانچویں نمبر پر جو محمود احمد صاحب بنگالی تھے ان کو مَیں نے صدر مقرر فرما دیا ۔ بڑے مخلص آدمی ہیں اللہ ان کے اخلاص میں ترقی دے ۔ بڑا کام کیا دعائیں لیں"

دس سالہ صدارت کے بعد جب آپ اس عہدے سے فارغ ہوئے تو امام جماعت حضرت مرزا طاہر احمد صاحب قدرت ثانیہ کے چوتھے مظہر نے اس دَور کے متعلق فرمایا

"آپ نے تو (۔) بہت اچھا دَور نبھایا ہے ۔ بڑے مشکل حالات میں بڑی عمدگی حکمت اور بہادری کے ساتھ کام کیا ہے ۔ اللہ مبارک کرے ۔ اسی لئے تو آپ کو انصار اللہ میں جانے کے باوجود خدمت کا موقعہ ملا ۔ اگر آپ نا اہل ہوتے تو ہرگز ایسا نہ کیا جاتا"

دیکھا آپ نے ۔ یہ ہیں دعائیں اور اللہ تعالےٰ کا فضل جس نے پانچویں نمبر پر آنے والے شخص کو صدارت کا عہدہ اس اچھے طریق پر نبھانے کی توفیق عطا کی کہ حضرت امام جماعت نے زندگی کا بہترین سرٹیفکیٹ حاصل کر لیا ۔

پس ۔ دعا اور خدا ۔

تیری ہستی کو ہر اِک چھوٹا بڑا جانتا ہے
تُو تو انسان کے ہر رُوپ کو پہچانتا ہے
کچھ تو ہم جانتے ہیں قلب و نظر کی حالت
جو ہمیں بھی نہیں معلوم وہ تُو جانتا ہے

ابو الاقبال

ہوُا جور و ستم تو پھر ہوُا کیا
محبّت کی سزا پیار سے سزا کیا
سفینہ رقص میں گرداب کے ساتھ
نہیں ہے دلفریب اے ناخدا کیا
مجھے تو یہ تعجّب ہے الٰہی
محبّت! اُف محبّت نے کیا کیا
نظر کی بھی تجھے پرہیز ہے جب
پلائے گا تو ہم کو ساقیا کیا
سُنائیں تجھ کو اَے تنوؔیر کیا ہم
کہ ہم کیا اور ہمارا ماجرا کیا

روشن دین تنویر

دل میں ہے درد و غم تو کیا آنکھ اگر ہے نَم تو کیا
آتا ہے رُک کے دَم تو کیا زندگی ہے جو سَم تو کیا

مَیں نے ہزار آہ کی تُو نے نہ اِک نگاہ کی
مَیں تو ترس گیا ترے جور کو بھی کرم تو کیا

مجھ کو شمیم سے غرض بادِ نسیم سے غرض
گر یہ نہیں ہے آپ کی زُلف کے پیچ و خم تو کیا

دونوں جہان ہیں تری ایک نظر میں ساقیا
ٹُوٹا طلسم دَم تو کیا پھُوٹا جو جامِ جَم تو کیا

سینکڑوں ہیں دَبی ہوئی دل میں ترے جہنّمیں
شیخ خدا نخواستہ پائیں بھی جو اِرَم تو کیا

روشن دین تنویر

اولاد کی تربیت

● ۔ اولاد کی تربیت ایک بڑا اہم اور ضروری فریضہ ہے، اور تربیت کے لئے دینی واقفیت کی ضرورت ہے ۔

● ۔ آپ الفضل ایسے دینی اخبار کے خطبہ نمبر یا روزانہ پرچہ جاری کروا کر اپنی اولاد کی صحیح تربیت کا ایک مستقل سامان کر سکتے ہیں ۔

(مینجر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قرارداد تعزیت

حضرت ملک سیف الرحمن صاحب

مجلس تحریک جدید

مجلس تحریک جدید انجمن احمدیہ اپنے اجلاس منعقدہ دس دسمبر ۱۹۸۹ء میں محترم ملک سیف الرحمن صاحب واقف زندگی کی وفات پر گہرے دکھ اور غم کا اظہار کرتی ہے۔ حضرت ملک صاحب نے ۲۵ اکتوبر ۱۹۸۹ء کو کینیڈا میں وفات پائی۔

محترم ملک صاحب جیسی نافع الناس ہستی کی جدائی سے دلوں کا حزیں اور افسردہ ہونا ایک لازمۂ بشریت ہے۔ دگرنہ جو نیک اور محمود انجام ان کا نصیبہ ٹھہرا ہے ابرار کی ایسی وفات نصیب ہونا تو ہر قلب کی تمنّا اور دعا ہے۔

حضرت ملک صاحب عالم باعمل تھے اور درحقیقت ان بانصیب عالم بندگان خدا میں سے تھے جن کے دل خشیّت الٰہی سے لبریز ہوتے ہیں اور جن کا ایک سجدہ سالوں کی عبادت پہ فائق ہو جاتا ہے۔ ان کی موت ایک عالم کی موت ہے جس کے نتیجہ میں ایک بڑا خلاء واقع ہو گیا ہے چنانچہ حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی وفات کا اعلان فرماتے ہوئے آپ کا ذکر خیر فرمایا کہ

"ملک صاحب کو اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی علم عطا فرمایا، غیر معمولی فراست عطا فرمائی، غیر معمولی اطاعت کی روح عطا کی اور ایسا حسین ذہن اور قلب کے درمیان توازن عطا کیا کہ جو شاذ شاذ بندوں میں پایا جاتا ہے۔ ایک بہت ہی دلربا وجود تھے .... نہایت منکسر المزاج لیکن بہت گہرا علم رکھنے والے اور بہت ہی اپنے طلباء سے شفقت کا سلوک کرنے والے اور اتنے ذہین کہ مشکل سے مشکل مسائل کو اس طرح سمجھاتے کہ کم از کم مجھے تو پھر کبھی دوبارہ کتاب اُٹھانے کی ضرورت نہ پڑتی تھی"۔

قسّام ازل نے ان کو پاکیزگیٔ طبع اور شرافتِ نفس سے حصّہ وافر عطا فرمایا تھا۔ بچپن سے ہی دینی تعلیم کی طرف متوجہ ہوئے، نوجوانی میں سوئے اتفاق سے احرار میں شامل ہو گئے اور اُس کے ایک پُرجوش مقرر تھے۔

اسی دوران احمدیت سے تعارف ہوا۔ خدا تعالیٰ کی راہنمائی سے جب نور حق ان پہ آشکار ہوا تو قلب صافی نے اس نور کی طرف ایسا جذب پایا کہ دنیوی سُود و زیاں اور خوف اور لومۃ لائم سے بے نیاز بلا توقف آغوش احمدیت میں داخل ہوئے۔ صدق و صفا اور ایثار و وفا کے نتیجہ میں بعد میں آگے بہت آگے نکل گئے۔

علوم نقلیہ و عقلیہ پہ گہری نظر، جودت فکر اور اصابت رائے کی وجہ سے آپ ۳۳ سال کی عمر میں مفتیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے منصبِ جلیلہ پہ فائز ہوئے خداداد نور فراست سے اس ذمّہ داری کو تادمِ واپسیں کماحقہٗ سرانجام دینے کی توفیق پائی۔

مقامِ امامت (حضرت بانیٔ سلسلہ کی جانشینی) کی عظمت اور تقدّس کی پاسداری ہمیشہ ان کا مطمح نظر رہی اور اسے تمام تر برکات اور ترقیات کی مفتاح یقین کرتے تھے۔ امام جماعت سے والہانہ عقیدت اور مخلصانہ اطاعت کا آپ قابلِ رشک نمونہ تھے۔

آپ صاحبِ کشوف و رؤیا تھے اور اپنے علمی تبحّر اور نیکی و تقویٰ کے بلند مقام پر فائز ہونے کے باوجود بڑے بے نفس اور منکسر المزاج تھے۔ ریا اور عُجب اور کبر سے ان کی شخصیّت بکلّی منزّہ و مبرّا تھی۔ حد درجہ سادہ اور درویشانہ طبیعت میں نفاست اور وضعداری کی رنگ آمیزی نہایت ہی پرکشش اور دلربا تھی ایک طویل عرصہ انتظامی لحاظ سے تحریک جدید سے وابستہ رہے۔ چالیس سال سے زائد عرصہ تک مفتیٔ سلسلہ کے طور پر خدمات سرانجام دیں۔ جامعہ احمدیہ میں استاد اور پرنسپل ہر دو حیثیتوں سے آپ نے تحریک جدید کے اس ادارہ کی عزت و وقار اور سربلندی کے لئے عظیم الشان خدمات سرانجام دیں جو لائق صد تحسین ہیں۔ حضرت ملک صاحب کی وفات پہ تحریک جدید ایک نہایت قابل غیر معمولی درّاک اور ذہین اور خوش خصال شیریں مقال بزرگ کی رفاقت سے محروم ہو گیا ہے۔ جانے والے اللہ تجھے اپنی قرب اور رضا کی جنتوں میں رکھے۔ اس دنیا میں بھی تو اپنے مولیٰ کی رضا کی راہوں کا طالب و سالک رہا۔

ہم ممبران تحریک جدید حضرت ملک صاحب کی رحلت پر محترمہ اہلیہ صاحبہ ملک صاحب ان کے صاحبزدگان اور صاحبزادیوں سے دلی تعزیت کا اظہار کرتے ہیں اور دعاگو ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کے حق میں ملک صاحب کی سب دعائیں اور نیک تمنائیں پوری کرے۔

ہم ہیں ممبران تحریک جدید انجمن احمدیہ پاکستان
ربوہ

جماعت احمدیہ برطانیہ

جماعت ہائے احمدیہ برطانیہ کے لئے یہ خبر نہایت غم کا موجب ہے کہ حضرت ملک سیف الرحمن صاحب مفتی سلسلہ عالیہ احمدیہ مورخہ ۲۵ اکتوبر ۱۹۸۹ء کو کینیڈا میں وفات پا گئے

حضرت ملک صاحب ۱۹۳۶ء میں آغوشِ احمدیت میں آئے جبکہ وہ اس سے پہلے احرار کے سرگرم علماء میں سے تھے ۱۹۳۹ء میں آپ نے اپنی زندگی وقف کی اور مدرسہ احمدیہ کے اساتذہ میں شامل ہوئے ۱۹۴۷ء میں مفتی سلسلہ مقرر ہوئے اور تاوفات اسی منصب پر فائز رہے۔ آپ نے ایک لمبے عرصہ جامعہ احمدیہ کے پرنسپل کے طور پر خدمات سرانجام دیں۔ طلبہ جامعہ کے علم و عمل میں ترقی کے لئے فکر کے ساتھ ساتھ اُن کی ضروریات کا بھی درد رکھتے تھے۔

آپ کی گفتار اور رفتار اور طبیعت میں توازن تھا اور علم میں انتہائی بلند مقام رکھتے تھے، علوم اسلامیہ کے قدیم لٹریچر پر عبور تھا اور جدید علوم پر کامل دسترس۔ اس لحاظ سے آپکی شخصیّت نابغہ روزگار تھی۔ حدیقۃ الصالحین، اسلام اور غیر مسلم رعایا، کتاب الصرف اور اسلامی نماز وغیرہ کتب کے علاوہ آپ کی کئی ایک کتب مسودات کی صورت میں موجود ہیں۔

فقہ احمدیہ کی تدوین کے علاوہ آپ نے فقہی مسائل پر مضامین اور مقالہ جات پر مشتمل ایک عظیم الشان علمی خزانہ چھوڑا ہے۔

آپ نہایت بے نفس، سادہ مزاج اور درویش صفت بزرگ تھے۔ اللہ تعالےٰ حضرت ملک صاحب کو جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ ہر لحظہ ان کے درجات کو بلند کرے۔ ان کی تربت پر اپنے فضلوں اور رحمتوں کی بارشیں برساتا رہے۔

جماعت احمدیہ برطانیہ اس عظیم سانحہ پر ان کے اعزاء اور اقرباء سے دلی تعزیّت کا اظہار کرتی ہے۔ اور دعا کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ سب کو اپنی حفاظت و امان میں رکھے اور صبر جمیل سے نوازے۔

جنرل سیکرٹری
جماعت احمدیہ۔ برطانیہ

"تم لوگوں کو بھی چاہیئے کہ ہمیشہ دعائیں لگے رہو، نمازیں پڑھو اور توبہ کرتے رہو۔ جب یہ حالت ہوگی تو اللہ تعالیٰ حفاظت کرے گا اور اگر سارے گھر میں ایک شخص بھی ایسا ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس کے باعث سے دوسروں کی حفاظت کرے گا"
(ملفوظات جلد پنجم صـ ۶۷-۶۸)

آپ کا خط ملا

○ مکرم ہدایت اللہ صاحب بھٹی ریٹائرڈ اسسٹنٹ وائس پریذیڈنٹ نیشنل بنک آف پاکستان لکھتے ہیں۔

نسیم سیفی صاحب جب بندہ آپ کی خدمت میں ۲۸/۱۲/۸۹ کو آپ کے دفتر میں حاضر ہوا تھا تو آپ نے خاکسار کو تاکیداً فرمایا تھا کہ خط یا تبصرہ لکھتے وقت آپ کی تعریف نہ کی جائے اس لئے آپ کے حکم کی تعمیل میں تعریف سے گریز کر رہا ہوں۔ البتہ حقیقت بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں خواہ کڑوی ہی کیوں نہ ہو۔

آپ کی غزل جو یکم جنوری کے شمارے میں شائع ہوئی پہلے ۱۳/۵/۸۹ کے شمارے میں شائع ہوئی تھی۔ آج میرا موضوع یہی ہے۔ آپ نے اس کو نظم کا نام دے کر دوبارہ شائع کیا ہے میں نے اسے غزل اس لئے کہا ہے کیونکہ اس میں رومانیت گو ہزار پردوں میں مستور ہے۔ بہت ہے بلکہ کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے اس مستوری نے اس غزل کو اور بھی حسن بخشا ہے ایک ایک لفظ عشقِ محبوب میں ڈوبا ہوا ہے مبالغہ بھی نہیں حقیقت کا ہمالہ ہے بلکہ ہمالہ جیسی کئی حقیقتیں نہایت آسان الفاظ میں بیان کر دی گئی ہیں۔ ایک تو آپ کا حکم ہے دوسرے میری اوقات ہی کیا کہ میں کماحقہٗ تعریف کر سکوں بس اتنا ہی کہونگا کہ یہ تو میرے دل کی بات تھی جو آپ نے کہہ دی۔ یقیناً دوسرے قارئین بھی ایسے ہی محسوس کر رہے ہوں گے۔

سیفی صاحب محترم! میرے خیال میں انسان کو جو چیز دوسروں سے تمیز کرتی ہے وہ صرف عقل نہیں۔ بلکہ انسانوں میں سے انسانوں کو تمیز کرنے والی ایک شے ہے اور وہ ہے عشق۔ اور یہ عشق ہے جس نے اسفل السافلین سے اٹھا کر ثریا پر بٹھا دیا۔ یہ وہ مقام جہاں عقل ابھی محوِ تماشا ہوتی ہے۔ مقام عشق کی اعلیٰ امثال انبیاءؑ ہیں اور انتہائی مقام پر فخر رسل ہیں۔ جن کے بارے میں بیگانوں نے گواہی دی کہ یہ تو اپنے خدا پر عاشق ہو گیا ہے۔ آپ قابل مبارکباد ہیں کہ آپ نے یہ غزل کہی میں اسے اس حوالے سے غزل ہی کہونگا۔ اور نظم بے چاری کی کیا اوقات ہے کہ غزل کی گرد تک پہنچے اور مجھے ضرورت کیا پڑی ہے کہ میں اس کی تعریف کروں جس کے بارے میں آپ کے خط مورخہ ۸/۵/۸۹ کا حوالہ دیتے ہوئے ہمارے محبوب امام نے خود لکھا کہ:

"یوں تو خط کی نثر بھی شعریت

باقی صـ ۸ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یادِ رفتگان

عبدالواسع صاحب ایڈووکیٹ
لاہور

حضرت شیخ مولوی محمد صاحب

مزنگ والے

رفیق حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

سنہ ۱۸۵۷ء ۔ سنہ ۱۹۲۹ء

خاکسار کے دادا حضرت شیخ مولوی محمد صاحب کو حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اوّلین رفقاء میں شمولیت کا شرف حاصل ہے، آپ شہرت و ناموری سے کنارہ کش کم گو، پیش بین، متبحر عالم دین۔ علوم قرآنی سے بہرہ مند، مستجاب الدعوات انتہائی منکسر المزاج اور نافع الناس بزرگ تھے۔ آپ کا شمار جماعت لاہور کے ابتدائی چند ممبران میں ہوتا ہے۔ ضلع ہوشیارپور کی جماعت بھنگالہ میں جماعت کی بنیاد عملاً آپ کے ہاتھوں رکھی گئی۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ساتھ دعویٰ ماموریت سے پہلے سے آپ کے قریبی ذاتی تعلقات تھے۔

حضرت مولوی محمد صاحب ۱۸۵۷ء میں راولپنڈی میں پیدا ہوئے۔ اس وقت آپ کے والدین ہندو تھے۔ آپ کے والد کا نام امیر چند آنند اور والدہ کا نام گلاب دئی تھا آپ کا نام فتح چند رکھا گیا۔ آپ کے والدین نے آپ کی ولادت کے چند سال بعد دینِ حق قبول کر لیا۔ قبولیت حق کا باعث ایک فقیر منش درویش ہوا جس کی قبولیتِ دعا نے انہیں حق کی طرف متوجہ کیا۔ آپ کے والد کا نام امیر الدین والدہ کا گلاب بی بی اور آپ کا نام "محمد" رکھا گیا۔

"امیر چند" اس وقت سکھ ریاست میں صوبہ پوٹھوہار کے صوبے دار (سکھ ریاست میں صوبے دار کی حیثیت گورنر کی تھی) تھے آپ قرآن پاک اور نمازیں چھپ چھپ کر پڑھنے لگے۔ جب اس بات کا آپ کے رشتہ داروں کو پتہ چلا تو وہ آپ کے سخت مخالف ہو گئے۔ اسی طرح سکھ فوج نے بھی آپ کے قتل کا ارادہ کر لیا۔ چنانچہ آپ کو بڑی عسرت کی حالت میں رات کی تاریکی میں اپنے کمسن بچے اور بیوی کے ساتھ گھر چھوڑنا پڑا۔ اس وقت صرف ایک گدڑی اور نہایت معمولی زادِ راہ ہمراہ تھا۔ چنانچہ آپ مختلف مقامات سے ہوتے ہوئے کچھ عرصہ ضلع گورداسپور میں قیام کے بعد بالآخر بھنگالہ ضلع ہوشیارپور میں قیام پذیر ہوئے۔

حضرت مولوی محمد صاحب نے مختلف اساتذہ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا۔ ان میں جناب مولوی محمد علی صاحب (برادر اکبر مولوی محمد حسین بٹالوی) بھی شامل ہیں ازاں بعد آپ نے دارالعلوم دیوبند سے مولوی فاضل کی ڈگری بھی حاصل کی۔

آپ کو عربی اور فارسی زبان پر دسترس حاصل تھی چنانچہ حصولِ تعلیم کے بعد آپ لاہور تشریف لائے اور پنجاب یونیورسٹی جو کہ اس وقت ایک سرکاری ادارہ تھا، میں شعبہ السنہ شرقیہ (موجودہ اورینٹل کالج) کے سربراہ مقرر ہوئے۔ آپ ایک طویل عرصہ تک اس عہدہ پر فائز رہے، اسی عرصہ میں ہی آپ نے یونیورسٹی کی لائبریری قائم کی اور ہندوستان کے مختلف اداروں کے عربی اور فارسی کے پرچہ جات کے ممتحن اعلیٰ بھی رہے۔ حکومتِ وقت نے آپ کو آپ کی خدمات کے اعتراف میں زرعی اراضی نیز گاؤں کی نمبرداری سے بھی نوازا۔

آپ کی پہلی شادی اپنے استاد مولوی محمد علی صاحب کی صاحبزادی فاطمہ بی بی سے ہوئی۔ ان سے آپ کے دو بیٹے اور تین بیٹیاں تھیں۔ آپ کے سب سے بڑے بیٹے خانصاحب شیخ عبدالعزیز تھے۔ جو بیک وقت دو سرکاری روزناموں "الحق" (اردو) اور "THE OBSERVER" (انگریزی) کے ایڈیٹر رہے۔ نیز کچھ عرصہ ڈائریکٹر پبلک ریلیشنز جیسے نازک اور اعلیٰ عہدہ پر بھی فائز رہے۔ آپ انجمن حمایت اسلام کے جنرل سیکرٹری بھی رہے۔ حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب نے "تحدیثِ نعمت" میں ان کا ذکر بڑے تعریفی انداز میں کیا ہے۔ آپ قریباً چھیاسٹھ برس کی عمر میں ۱۹۴۱ء میں وفات پا گئے۔

آپ کے دوسرے بیٹے شیخ عبدالمجید ۱۹۴۵ء میں فوت ہوئے، آپ محکمہ پولیس میں ملازم تھے۔

حضرت مولوی صاحب نہایت خاموش طبع تھے اور شہرت کو ناپسند کرتے تھے۔ قبول احمدیت کے بعد اپنے اس تعلق کو پوری جرأت اور استقامت کے ساتھ زندگی کے آخری سانس تک ایسا نبھایا کہ اس کا حق ادا کر دیا۔ چھوٹی موٹی سماجی و معاشرتی مشکلات کے علاوہ کوئی بہت زیادہ تکالیف کا بیان آپ کے قبولیت احمدیت کے بعد نہیں ملتا۔ جس کی وجہ یا تو آپ کا دنیاوی مرتبہ اور وجاہت ہے یا پھر آپ کا عالی حوصلہ اور کم سخن ہونا بہرحال آپ کی وفات کے بعد بیشتر عمائدینِ شہر یہ کہتے تھے کہ اگر آپ مرزائی (احمدی) نہ ہوتے تو آپ کو لوگ پیروں کی طرح مانتے۔

آپ قرآن پاک کے متبحر عالم تھے اور اس پر آپ کی گہری نظر تھی آپ کی لائبریری میں عربی۔ فارسی اور اردو زبان کی کئی تفاسیر موجود تھیں جن میں کچھ نہایت نادر و نایاب نسخے بھی موجود تھے۔ آپ زمین پر قرآن کو عزت دینے والی ہستی تھے۔ قرآن کریم کی صحیح ادائیگی اور اعلیٰ تلاوت پر بہت زور دیتے تھے۔

کئی غیر از جماعت علماء نے آپ سے قرآن کریم پڑھا اور بڑے فخر سے اس کا اظہار کیا کرتے تھے۔ چنانچہ مولوی عبدالغنی صاحب جن کا مدرسہ لٹن روڈ لاہور پر تھا نے بورڈ پر "شاگرد رشید حضرت مولوی محمد صاحب" کے الفاظ لکھے ہوئے تھے

قرآن پاک کی عظمت کے لئے آپ کے دل میں خاص غیرت اور اس کے نتیجے میں خدائی تائید کا اظہار ایک واقعہ سے بھی ہوتا ہے۔ آپ کے بڑے بیٹے خانصاحب شیخ عبدالعزیز جو کہ دنیاوی تعلیم اور مرتبہ کے لحاظ سے خاصی ترقی کر گئے تھے، ان کے بارے میں آپ کو بڑا ہی درد شکوہ تھا کہ وہ قرآنی علوم کے حصول میں پیچھے رہ گئے ہیں چنانچہ ایک روز آپ نے چند دوستوں جن میں حضرت قاضی حبیب اللہ صاحب رفیق حضرت بانی سلسلہ بھی شامل تھے کو اس غرض سے لایا گیا تھا۔ سب مل کر عبدالعزیز کیلئے متضرعانہ دعا کریں۔ کہتے ہیں کہ اس دعا کا اس قدر سریع اثر ہوا کہ اسی شام عبدالعزیز صاحب، باوجود اپنے دنیاوی مقام اور جھجک کے جو اس عمر کا لازمہ ہوتے ہیں، بچوں کی طرح ہاتھ میں کتاب اللہ اٹھائے باپ کی خدمت میں بڑے شوق کے ساتھ حاضر ہو گئے۔ اور آپ سے قرآن پاک سیکھنے کا ارادہ ظاہر فرمایا۔ باپ کی خوشی اپنے رب کی دین پر دیدنی تھی۔

آپ کے تعلقات تمام مذاہب و اقوام کے لوگوں کے ساتھ برابر تھے۔ آپ طبیب حاذق بھی تھے۔ اور طب میں حضرت امام جماعت احمدیہ الاول کے شاگرد بھی تھے۔ حضور کا تعلق بھی آپ سے مربیانہ تھا۔ مزنگ کے علاقہ کے مکین آپ کی طبابت کے حوالہ سے آپ سے فیضیاب ہوتے رہے۔

سب لوگوں کے ساتھ بلالحاظ مذہب و ملت تعلق و مودّت کے باوصف افرادِ جماعت کے ساتھ آپ کا تعلق زیادہ قلبی اور کریمانہ تھا میری دادی ذکر کیا کرتی تھیں کہ ایک احمدی کوچوان آپ کو ملنے کے لئے آیا کرتے تھے۔ جب بھی آپ کے کمرہ سے قہقہوں کی آوازیں آتیں۔ سب گھر والوں کو پتہ چل جاتا کہ وہی احمدی کوچوان بھائی ملنے کے لئے آئے ہوئے ہیں اپنے اس احمدی بھائی سے ملنے میں آپ کو بہت خوشی ہوا کرتی تھی۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی عزت اور سلسلہ کی خاطر غیرت بھی اس معاملہ میں آپ کے پیشِ نظر رہتی۔ بھنگالہ کی جماعت بھی غالباً اسی قسم کے ایک مناظرہ کے نتیجہ میں قائم ہوئی جب محمد بخش صاحب، جو آپ کے باغات کے نگران تھے اور بعد ازاں قادیان میں مقیم ہوئے، نے احمدیت قبول کی۔

سلسلہ کے لٹریچر، کتب حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ اور اخبارات الحکم و بدر سے عشق کی حد تک لگاؤ تھا۔ "بدر" اور "الحکم" کا انتظار اس بے قراری سے رہتا کہ بچوں کو بار بار ڈاکخانہ بھیجتے تا معلوم کریں کہ ڈاک آ گئی یا نہیں۔ اسی طرح اگر آپ کو چند روز کے لئے زمینوں پر گاؤں جانا ہوتا تو اخبار کو اتنے روز کے لئے تبدیلی پتہ کی اطلاع دیتے چنانچہ اتنے روز یہ اخبارات گاؤں وغیرہ کے پتہ پر آتے۔ جس کا پتہ ہمیں فائلوں میں موجود اخبارات پر تحریر ایڈریس سے چلتا ہے۔ گزشتہ صدی میں جب سے یہ اخبارات حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے ہاتھوں جاری ہوئے نیز ریویو آف ریلیجنز کی جلدیں ہمارے پاس مجلد صورت میں محفوظ ہیں۔

طبیعت میں غریب نوازی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ بڑے بڑے امراء احمدیوں کے مقابل ایک کوچوان احمدی بھائی سے خصوصی تعلقات اس بات کی واضح نشاندہی کرتے ہیں۔ گاؤں میں بڑے بوڑھے آپ کی غریب نوازی کی داستانیں ہمیں غیرت دلانے کے لئے سنایا کرتے تھے۔ چنانچہ روایت ہے کہ آپ کے مزارع نے ایک عورت کے بارے میں آپ سے شکایت کی کہ اسے کپاس چوری کرتے ہوئے پکڑا گیا ہے تو آپ نے اسے چھوڑ دینے کے لئے کہا اور بہت سی کپاس تلوا کر اس کے ہاں بھجوائی کہ نامعلوم اس غریب کو کتنی ضرورت ہو۔

قادیان کا للّٰہی سفر آپ نہایت شوق سے اختیار فرماتے اور اس کا سلسلہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی زندگی اور آپ کے بعد قدرت ثانیہ کے دور میں برابر جاری رہا۔ حتیٰ آخری عمر میں بھی جب آپ کی عمر ستر سال سے متجاوز تھی کئی کئی میل پیدل سفر کرنا پڑتا تھا۔ آپ کے شوق میں فرق نہ آیا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آپ نے اپنی تمام اولاد، لڑکے اور لڑکیوں کو قادیان لے جاکر بیعت کروائی۔ ۱۹۱۴ء کے فتنہ کے موقع پر باوجودیکہ مولوی محمد علی صاحب سے آپ کے ذاتی قریبی تعلقات تھے۔ اور دیگر غیر مبائع لیڈران کو آپ سے تعلقات کی نسبت سے توقعات وابستہ تھیں، ایک لحظہ بھی تامل کئے بغیر غیر مبہم اور واضح طور پر قدرتِ ثانیہ سے تعلق استوار کیا اور بچوں کو بھی اس پر قائم رکھا۔

حضرت فضل عمر کو آپ سے بہت پیار تھا اور کئی مواقع پر اس کا بے اختیارانہ اظہار ہوتا رہا۔ چنانچہ دہلی دروازہ لاہور کی بیت الذکر کے افتتاح کے موقع پر جب حضرت مولوی صاحب بیت الذکر میں داخل ہوئے تو حضرت فضل عمر آگے بڑھے آپکا ہاتھ تھاما اور اسی حالت میں اپنی نشست تک لے گئے اور اسی انداز میں اپنے داہنے ہاتھ بٹھایا کہ آپ کا ہاتھ اپنے مبارک ہاتھ میں تھامے رکھا۔

حضرت دادا جان کے حوالے سے ہمارے سارے خاندان کو حضرت فضل عمر کی خصوصی شفقت کا مورد ہونے کا شرف حاصل رہا۔ نماز باجماعت کی ادائیگی میں آپ کو خاص لذت حاصل ہوتی۔ آخری عمر میں جب آپ بہت کمزور ہو گئے تھے اپنے بچوں سے خاص طور پر نماز باجماعت کی خواہش کا اظہار کیا کرتے تھے۔

آپ نے ۱۹۲۸ء کے شروع میں قادیان کا آخری سفر اختیار کیا اس کے بعد قادیان باوجود خواہش کے نہ جا سکے بالآخر وہ وجود جس کے ہمارے خاندان پر کئی گونہ احسانات ہیں کہ جس نے ہمیں راہِ حق سے روشناس کروایا۔ اس پر گامزن کیا اور پھر قدرت ثانیہ سے وابستہ کر کے اسی راہ پر سفر کو استقلال عطا کیا۔ یکم اور ۲ جنوری ۱۹۲۹ء کی درمیانی شب ایک کامیاب و کامران زندگی گزارنے کے بعد اپنے مولا کے حضور حاضر ہو گیا۔

آپ کی وفات پر علاقہ کے کاروباری مراکز تعزیت کے لئے بند رہے اس میں ہندو مسلم سب شامل تھے۔ آپ کے جنازہ میں عمائدینِ شہر اور انگریزوں نے بھی شرکت کی جن میں اسلامیہ کالج کے پرنسپل مسٹر ڈلسن کا نام بھی شامل ہے اور آپ کی تدفین قبرستان میانی صاحب لاہور میں ہوئی۔

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

آئیے ہم نیکیوں میں شراکت کیلئے دنیا کے تمام مذاہب سے رابطہ پیدا کریں، اور مل جل کر دنیا کو امن کا گہوارہ بنا دیں۔ نیکیوں میں اشتراک عمل ہی ہم سب کے دل کے سکون اور اطمینان کا باعث بن سکتا ہے۔

محترم محمود احمد صاحب

سابق صدر مجلس خدام الاحمدیہ

سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ نے آئندہ تین سال کیلئے محترم حافظ مظفر احمد صاحب کو مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کا صدر مقرر فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ محترم حافظ صاحب کو خدام الاحمدیہ کے ذریعہ احمدیہ جماعت اور انسانیت کی بھرپور خدمت کی توفیق عطا ہو۔ محترم محمود احمد صاحب سابق صدر خدام الاحمدیہ نے دس سال تک اس فریضہ کو احسن طریق پر سرانجام دیا ہے۔ آپ نے اس سے فارغ ہونے پر سیدنا حضرت امام جماعت کی خدمت میں جو عریضہ ارسال کیا اس کے جواب میں حضور نے فرمایا۔

آپ کا پُرخلوص خط ملا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ پر بے شمار فضل نازل فرمائے، اپنی خالص محبت سے آپ کا دل بھر دے اور آپ کی دلی نیک مرادات پوری فرمائے۔ آپ نے خط میں خواہ مخواہ ہی شرمندگی کا اظہار کیا ہوا ہے۔ شرمندگی کی کیا بات ہے۔ آپ نے تو بہت اچھا دور نبھایا ہے۔ بڑے مشکل حالات میں، بڑی عمدگی، حکمت اور بہادری کے ساتھ کام کیا ہے۔ اللہ مبارک کرے۔ اسی لئے تو آپ کو انصار اللہ میں جانے کے باوجود خدمت کا موقعہ ملا۔ اگر آپ نااہل ہوتے تو ہرگز ایسا نہ کیا جاتا۔ اللہ آئندہ بھی آپ کو ہمیشہ سلسلہ کا بے لوث خادم بنائے رکھے اور بہترین خدمات کی توفیق پاتے رہیں۔ (اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو)

والسلام

خاکسار

دستخط مرزا طاہر احمد

ممبران مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان نے درج ذیل سپاسنامہ آپ کی خدمت میں پیش کیا

اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ نے مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی دس سال تک کامیاب قیادت فرمائی ہے۔ اور آج کی یہ تقریب جس میں سلسلہ کے بزرگ اور بے لوث خدمات بجالانے والے کارکن شریک ہیں اس لئے منعقد کی گئی ہے کہ مجلس خدام الاحمدیہ آپ کی خدمت میں امتثالِ امر کے طور پر جذباتِ شکر و سپاس پیش کرے اور دعاؤں کے جلو میں آپ کو اعزاز کے ساتھ رخصت کرے۔

مجلس خدام الاحمدیہ میں آپ کا دورِ صدارت امامتِ احمدیہ کی روحانی برکتوں اور دعاؤں کی قبولیت کا ایک زندہ نشان ہے۔ جب سیدنا حضرت مرزا ناصر احمد صاحب نے آپ کو خدام الاحمدیہ کا صدر مقرر کیا تو یہ فیصلہ سطحی نظر رکھنے والوں کے لئے باعثِ حیرت تھا کہ ایک ایسا نوجوان جو اپنی عمر، تجربہ اور مقبولیت کے لحاظ سے کئی لوگوں سے پیچھے ہے وہ یہ نازک اور اہم ذمہ داری کس طرح ادا کرے گا۔ مگر پھر ایک عالم نے دیکھا کہ امام جماعت کے منتخب کردہ نمائندہ نے فی الواقع اپنے آپ کو اس منصب کا اہل ثابت کیا۔ وہ خدام الاحمدیہ کو اس مقام سے کہیں آگے لے گیا جہاں وہ اس قیادت کے آغاز کے وقت تھی۔

چنانچہ سیدنا حضرت مرزا ناصر احمد صاحب نے سالانہ اجتماع ۱۹۸۱ء کے موقع پر آپ کے بارہ میں فرمایا:۔

"پچھلے سال خدام الاحمدیہ کے صدر کا جو انتخاب ہوا اس میں ووٹوں کے لحاظ سے محمود احمد صاحب پانچویں نمبر پر تھے اور میں یہ سبق جماعت کو دینا چاہتا تھا کہ جن چار کو ووٹ زیادہ ملے ان کے کام میں برکت اُن کے ووٹوں کی وجہ سے نہیں ہوگی بلکہ جو مخلصانہ نیت سے قدرتِ ثانیہ (ناقل) کی اتباع کرے گا وہی برکت حاصل کرے گا۔ چنانچہ پانچویں نمبر پر محمود احمد صاحب بنگالی تھے اُن کو میں نے صدر مقرر کر دیا۔ بڑے مخلص آدمی ہیں۔ اللہ ان کے اخلاص میں ترقی دے۔ بڑا کام کیا، دعائیں لیں۔"

مکرم محمود احمد صاحب!

خدمات کی قبولیت کا اس سے بڑا سرٹیفکیٹ اور کیا ہو سکتا ہے۔ لاریب آپ کی کامیابی کا راز قدرتِ ثانیہ کی بے لوث اطاعت اور اس کے نتیجہ میں حاصل ہونے والی پُرسوز دعائیں تھیں۔ یہ وہ نعمتیں ہیں جو خدا تعالیٰ کے فضل سے حاصل ہوتی ہیں مگر اپنے آپ کو ان کا مورد بنانے کے لئے جذبات و خواہشات کی قربانیاں دینی پڑتی ہیں۔

آپ نے اپنی زندگی محض خدا کی خاطر خدمتِ دین کے لئے وقف کی اور اپنے آبائی وطن سے سینکڑوں میل دور مرکزِ سلسلہ میں آکر دینی تعلیم کے لئے جامعہ احمدیہ میں داخلہ لیا۔ اس دوران میں آپ نے بطور زعیم ناصر ہوسٹل اور پھر مہتمم مقامی کی عاملہ میں خدمات سرانجام دیں۔ مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی عاملہ میں آپ پہلی بار ۱۹۷۶ء میں بطور مہتمم مقامی شامل ہوئے۔ اور تین سال اس عہدے پر فائز رہے۔

سیدنا حضرت مرزا ناصر احمد صاحب نے آپ کو یکم نومبر ۱۹۷۹ء سے مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا صدر مقرر فرمایا اور آپ نے مسلسل دس سال تک عظیم الشان خدمت سے عہدہ برآ ہونے کی سعادت پائی جو حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کے گیارہ سالہ عرصۂ صدارت کے بعد سب سے لمبا دور ہے۔

آپ کے دور میں خدام الاحمدیہ نے کئی شعبوں میں نمایاں طور پر قدم آگے بڑھایا جس میں بالخصوص شعبۂ خدمتِ خلق اور اندرون و بیرونِ پاکستان دورہ جات کے ذریعہ مجالس سے رابطہ اور ان میں رونما ہونے والی غیر معمولی بیداری ہے۔

آپ نے اسیروں کی بھلائی اور بہبودی کے لئے "اسیران ٹرسٹ" قائم کیا۔ جس کے تحت اُن کی ضروریات پوری کرنے اور اُن کے دکھوں کا مداوا کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ صد سالہ جشن تشکر کے موقع پر مجلس خدام الاحمدیہ کی طرف سے ایک ایمبولینس مخلوق خدا کی خدمت کے لئے چلائی گئی ہے جس سے کمزور طبقہ خصوصاً فائدہ اٹھا رہا ہے۔

- بیوت الحمد میں خدام الاحمدیہ نے بھاری عطیہ پیش کیا ہے۔
- خدام الاحمدیہ کے کارکنان کے لئے کوارٹرز تعمیر کرنے کی خاطر زمین خریدی گئی۔ مزید براں تراجم قرآن فنڈ میں مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے گرانقدر عطیہ پیش کرنے کی سعادت پائی۔

آپ نے پاکستان سے باہر خدام الاحمدیہ کی تنظیمی ترقی کے لئے کئی ممالک کا دورہ فرمایا۔ ان میں سب سے تفصیلی دورہ ۱۹۸۷ء کا سیر اعظمی دورہ تھا جس میں آپ نے یورپ، امریکہ اور مغربی افریقہ کے ۱۱ ممالک ہالینڈ، بلجیئم، مغربی جرمنی، برطانیہ، امریکہ، گیمبیا، سینیگال، سیرالیون، لائبیریا، آئیوری کوسٹ اور گھانا کا سفر اختیار فرمایا۔ کسی صدر مجلس خدام الاحمدیہ کا ان ممالک کا یہ پہلا دورہ تھا۔ ۱۹۸۹ء میں آپ نے انڈونیشیا، ملائشیا اور سنگاپور کا دورہ کیا۔

حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ کے پہلے دورہ ۱۹۸۲ء کے دوران قافلے میں شمولیت کی توفیق پائی۔

اندرونِ پاکستان بھی بڑی کثرت کے ساتھ تربیتی کلاسز اور ضلعی و علاقائی اجتماعات کا سلسلہ جاری ہوا۔ جس میں خود صدرِ مجلس، مہتممین اور دیگر مرکزی نمائندگان کی شرکت سے تنظیموں میں بیداری کی ایک نئی لہر پیدا ہوئی۔

آپ کے دور میں خدام الاحمدیہ کے گیسٹ ہاؤس کی بالائی منزل تعمیر ہوئی۔ گذشتہ سال کے وسط میں ایوانِ محمود کی چھت کو آگ لگ گئی اور کسی نئی مالی تحریک کے بغیر جوبلی سال

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے آغاز سے پہلے ہال کی نئی خوبصورت اور دیدہ زیب چھت مکمل ہو گئی۔

۱۹۸۴ء سے شروع ہونے والے جماعتی دورِ ابتلاء میں آپ کی قیادت میں خدام الاحمدیہ نے قربانیوں اور صبر و استقامت کا نمونہ دکھایا۔ اس پر حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع نے بارہا خوشنودی کا اظہار فرمایا۔ جو آپ کی خدمات کی قبولیت کا آئینہ دار ہے۔ آپ کے دَور کو خدا تعالیٰ نے کئی تاریخی اعزازات بھی عطا فرمائے ہیں۔ آپ نے ہجری کیلنڈر کے لحاظ سے چودھویں اور پندرھویں دونوں صدیوں میں اور اسی طرح جماعت کی پہلی اور دوسری دونوں صدیوں میں خدمت کی توفیق پائی۔ آپ ہی کے عہد میں خدام الاحمدیہ اپنے پچاس سال پورے کر کے ۵۱ ویں سال میں داخل ہوئی۔

آپ کے دَورِ صدارت کے اختتام کے ساتھ ہی مجلس خدام الاحمدیہ کا عالمگیر مجالس سے رابطہ کا نظام بھی تبدیل ہو چکا ہے۔ فی الحقیقت یہ ایک تاریخ ساز دَور تھا جس میں کامرانیوں اور فتوحات کی بنیادیں پڑیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کی ان خدمات اور عرق ریزیوں کو قبول فرمائے اور نئے آنے والے صدر مکرم حافظ مظفر احمد صاحب کو یہ بنیادیں مضبوط تر کرنے اور ان پر عظمتوں سے معمور نہ مٹنے والی عمارتیں قائم کرنے کی توفیق دے۔

ہماری دعائیں ہمہ وقت آپ کے ساتھ ہیں اور آپ کے ساتھ رہیں گی۔ آپ بھی ہمیں اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

ہم ہیں!

ممبران مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان

اپنی صدارت کا پہلا پیغام جو محترم حافظ مظفر احمد صاحب نے خدام الاحمدیہ کو دیا اس کا متن بھی ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

پیارے خدام بھائیو!

آپ جانتے ہیں کہ امسال سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ نے اس عاجز کی منظوری برائے صدر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان عطا فرمائی ہے۔ اور یہ دعا بھی دی ہے کہ

"اللہ تعالیٰ بہترین مقبول خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔"

ہر چند کہ اس عظیم الشان ذمہ داری کے مقابل پر میں بہت کمزور اور نالائق ہوں مگر ہمارا یہ بھی ایمان کامل ہے کہ اللہ تعالیٰ امام جماعت کے فیصلوں [illegible] بہت برکت رکھتا ہے۔ اور وہ منشاءِ الٰہی کے آئینہ دار ہوتے ہیں۔ جیسا کہ فرمایا

"اور جو دین اس نے ان کے لئے پسند کیا ہے وہ ان کے لئے اسے مضبوطی سے قائم کر دے گا"

اس لئے اپنے پیارے امام کی دعاؤں کے طفیل امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضلوں سے نوازتا چلا جائے گا اور مقبول خدمات کی توفیق بخشے گا۔

پس اے خدام احمدیت! خدمات کے اس میدان میں مَیں آپ سب کو تعاون کے لئے بلاتا ہوں —— مَیں خوب جانتا ہوں کہ آپ اس قوم کے جوان ہیں جو اپنے امام کی ایک انگلی کے اشارے پر اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لئے ہمہ وقت آمادہ اور تیار ہے۔ مگر پھر بھی مَیں جو آپ کی خدمت پر مقرر کیا گیا ہوں میرا فرض ہے کہ آپ کو آپ کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاؤں۔ آپ کو بتاؤں کہ ہماری اوّلین ذمہ داری قیامِ عبادت اور بنی نوع انسان کی خدمت ہے —— آپ کو یاد دلاؤں اپنے نفس کے بھی ہم پر حق ہیں۔ پس ایک طرف جسمانی صحت کے معیار بڑھانا اور لغویات سے کنارہ کشی کرتے ہوئے لذتوں کے اعلیٰ ذوق تلاش کرنا ہمارا مطمحِ نظر ہے تو دوسری طرف رُوحانی اور اخلاقی اقدار کی سربلندی ہمارا نصب العین۔

● ہم ہیں جنہوں نے حق اور سچ بات کہنے کی رسم کو پھر سے زندہ کرنا ہے خواہ تختۂ دار پر کیوں نہ کھینچے جائیں۔

● ہم ہیں جنہوں نے دنیا کے دل جیتنے ہیں مگر بندوق اور تلوار سے نہیں بلکہ محبّت و پیار اور نرم گفتار سے۔

● اور ہاں! مظلوم ہو کر بھی دکھی انسانیت کی خدمت ہم نے کرنی ہے اور پیغام حق پہنچاتے چلے جانا ہے مگر صبر کے ساتھ اور وسعتِ حوصلہ کے ساتھ!

● ہم ہی ہیں جن کے عزم کے آگے پہاڑ ہیچ ہیں اور ہماری سرشت میں ناکامی کا خمیر نہیں۔!

پس اے جوانانِ احمدیت! آگے بڑھو اور اخلاقی اقدار سے نا آشنا معاشرے کو خوبصورت اخلاق کی لذّتوں سے آشنا کرو اور خدمات کے ایسے مقام محمود تلاش کرو کہ عرش کا خدا بھی تم سے راضی ہو اور آسمان کے فرشتے بھی آفرین کہہ اُٹھیں۔

مَیں آپ کو حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے بابرکت اور پاکیزہ الفاظ میں دعوت سعی و عمل دیتا ہوں

بکوشید اے جواناں تا بدیں قوت شود پیدا
بہار و رونق اندر روضۂ ملّت شود پیدا

اے جوانو! کوشش کرو تا دین میں قوت پیدا ہو اور ملّت کے باغ میں پھر سے بہار اور رونق آ جائے۔

خدا تمہارے ساتھ ہو۔ خدا تمہارے ساتھ ہو۔ خدا تمہارے ساتھ ہو۔!!!

والسّلام

خاکسار

حافظ مظفر احمد

صدر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان

صنعتی نفسیات کا کردار کارکن کے انتخاب میں

نوشابہ عزیز
لاہور

بہت سے لوگ نفسیات کو محض ذہنی بیماریوں اور اس کے علاج کا علم سمجھتے ہیں حالانکہ نفسیات اس کے علاوہ بھی بہت کچھ ہے۔ علم نفسیات کی روز افزوں ترقی اسے زندگی کے ہر شعبے میں بے حد مقبول بنا رہی ہے۔

آج ہم آپ کو بتاتے ہیں کہ صنعت میں علم نفسیات کا کیا کردار ہوتا ہے۔ صنعتی نفسیات کا مضمون تو بہت وسیع ہے اس سلسلے میں یہاں صرف موزوں کارکن کے انتخاب کے سلسلے میں بتایا جائے گا۔ صحیح کارکن کا انتخاب صنعت کا ایک اہم مسئلہ ہے۔ اگر کسی کمپنی یا کارخانے کا مالک صحیح کارکن کا انتخاب کرنے کے سلسلے میں کامیاب ہو جائے تو کمپنی کی کامیابی کے امکانات بہت روشن ہو جاتے ہیں۔ کارکن کے انتخاب کے سلسلے میں صنعتی ماہر نفسیات یا قابل اور تربیت یافتہ مشیر بہت اہم کردار ادا کرتا ہے۔ کسی کارکن کے انتخاب میں جو اصول و ذرائع استعمال کئے جاتے ہیں۔ ان میں سے چند ایک مندرجہ ذیل ہیں۔

تجارتی آزمائشیں

تعلیم و تربیت میں سفارش اور نقل کے رجحانات نے فرد کی صلاحیتوں کو مشکوک بنا دیا ہے۔ آجکل بہت سے افراد ایسے ہیں جن کے پاس کسی ہنر یا فن کی سند یا ڈپلومہ تو ہوتا ہے مگر انہیں اس فن میں مہارت بالکل نہیں ہوتی۔ اس سلسلے میں تجارتی آزمائشوں کو استعمال کیا جاتا ہے اور یہ معلوم کیا جاتا ہے کہ آیا وہ اپنے پیشے میں کامیاب ہو گا یا نہیں۔ تجارتی آزمائشوں کی بنیاد دو اصولوں پر قائم کی جاتی ہے۔ معلومات اور مشق۔

(ا) **معلومات:** سے مراد یہ ہے کہ امیدوار اپنے پیشے کے بارے میں کتنی معلومات رکھتا ہے۔ مثلاً اگر وہ کسی فیکٹری وغیرہ میں مکینک کا پیشہ اختیار کرنا چاہتا ہے تو یہ دیکھا جاتا ہے کہ اسے مشینوں اور دیگر پرزہ جات کے بارے میں کس حد تک معلوم ہے اور اگر وہ موٹر مکینک بننے آیا ہے تو اسے موٹر کے متعلق دوسرے کاموں کی کس حد تک معلومات ہیں۔

(ب) **مشق:** سے مراد یہ ہے کہ صرف معلومات پر ہی انحصار نہ کیا جائے۔ بلکہ ان معلومات کی روشنی میں اس سے عملی مشق کروا کے بھی دیکھا جائے۔

۲۔ صلاحیتوں کی آزمائش

صنعتی ماہر نفسیات صحیح کارکن کے انتخاب کے سلسلے میں عموماً صلاحیتوں کی آزمائش سے کام لیتا ہے۔ اس سے معلوم کیا جاتا ہے کہ کوئی شخص کسی کام کو سرانجام دینے کے لئے کس حد تک صلاحیت رکھتا ہے اور کام کی نوعیت کے لحاظ سے مناسب قسم کی آزمائشوں کا انتخاب کرتا ہے۔ اگر قالین بننے کیلئے کارکن کے انتخاب کا مسئلہ ہو تو امیدوار کی جلدی جلدی انگلیاں چلانے کی صلاحیت کو پرکھا جاتا ہے

۳۔ دلچسپی کی آزمائشیں

ماہرِ نفسیات مختلف پیشہ وارانہ دلچسپی کی آزمائشوں کو استعمال کرتے ہوئے امیدوار کی مخصوص پیشے سے متعلق دلچسپی کا اندازہ لگاتا ہے اور یہ دیکھتا ہے کہ امیدوار کو اس پیشے سے دلچسپی ہے یا وہ صرف مجبوری کی حالت میں اسے اختیار کر رہا ہے (یہ وہ مخصوص قسم کی آزمائشیں (TEST) ہوتی ہیں جو ماہر نفسیات کے پاس پہلے سے ہی موجود ہوتی ہیں) ان آزمائشوں کے ذریعے ماہر نفسیات بعض اوقات امیدوار کی ان خفیہ پیشہ ورانہ دلچسپیوں سے بھی آگاہ ہوتا ہے جس سے امیدوار خود بھی بے خبر ہوتا ہے۔ ایسے میں امیدوار کو ان کاموں کے اختیار کرنے کی ترغیب دی جاتی ہے جس میں حقیقتاً اسے دلچسپی ہوتی ہے

۴۔ شخصیت کی پیمائش

کسی پیشے کے لئے امیدوار کی دلچسپی یا صلاحیت کا اندازہ لگانا ہی کافی نہیں ہوتا۔ یہ تو ممکن ہے کہ کسی فرد کو کسی مخصوص کام پر دسترس تو ہو مگر اس کی شخصیت، اس پیشے کی شہرت، ساکھ یا دوسرے ساتھیوں کے لئے مناسب نہ ہو۔ ہو سکتا ہے وہ لاپرواہ ہو، اپنے ساتھیوں کے ساتھ تعاون کرنے والا نہ ہو۔ چنانچہ کسی امیدوار کو کسی خاص کام کے لئے چننے سے پہلے اس کی شخصیت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کا ٹیسٹ لینا بہت ضروری ہے

۵۔ تعلیمی ریکارڈ

اگرچہ آجکل کے دور میں سابقہ تعلیمی ریکارڈ پر ہی انحصار کرنا دانشمندی نہیں ہے مگر پھر بھی کسی حد تک یہ بات طے ہے کہ پیشے کے امتحانات میں اچھے تعلیمی ریکارڈ رکھنے والے امیدوار اپنے پیشے میں بہترین صلاحیتوں اور مہارتوں کا مظاہرہ کرتے ہیں جبکہ خراب ریکارڈ رکھنے والے اچھی کارکردگی کا مظاہرہ نہیں کر سکتے۔ تاہم صرف تعلیمی ریکارڈ پر انحصار کرنے کی بجائے دوسری صلاحیتوں اور دلچسپی کی آزمائشوں کو بھی مدنظر رکھا جائے۔ اور تعلیمی ریکارڈ کے ساتھ دوسری صلاحیتوں کا تعلق معلوم کیا جائے۔

۶۔ سابقہ تجربہ

امیدوار کا سابقہ تجربہ اس کے انتخاب کے سلسلے میں بہت مدد فراہم کر سکتا ہے اگر کوئی شخص پہلے سے چیزیں بیچنے کا تجربہ رکھتا ہے تو اسے کسی قسم کی سیلزمین شپ کے لئے اہل سمجھا جا سکتا ہے۔ سابقہ تجربہ میں صرف اسی مخصوص پیشے کو ہی مدنظر نہ رکھا جائے جس کے لئے امیدوار درکار ہے بلکہ اس پیشے سے متعلق یا اس سے ملتے جلتے تمام پیشوں کے تجربوں پر بھی انحصار کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ پیشوں کے بھی کنبے JOB FAMILIES ہوتے ہیں مثلاً چھاپے خانے میں کام کرنے والا پرنٹنگ، رنگ سازی، کتابت، مشین، کاغذ اور سیاہی کے بارے میں بھی آگاہ ہوتا ہے۔ اگر کتابت کیلئے امیدوار درکار ہو تو ماہر نفسیات امیدوار کے سابقہ تجربات میں پیشے کے کنبے پر بھی نظر رکھتا ہے اور چھاپے خانے میں ہونے والے کسی بھی کام کے تجربہ کو اہمیت دی جاتی ہے۔

۷۔ ذاتی کوائف

ذاتی کوائف کیلئے عموماً ایک فارم دیا جاتا ہے جو پُر کرنا ہوتا ہے۔ اس فارم میں ان چند مخصوص باتوں کے بارے میں معلومات درکار ہوتی ہیں جن کا تعلق اس مخصوص پیشے سے ہوتا ہے۔ بعض پیشے ایسے ہوتے ہیں جن میں خاندانی وجاہت کی بہت اہمیت ہوتی ہے۔ بعض پیشوں کے لئے امیدوار کا ظاہری رکھ رکھاؤ دیکھا جاتا ہے۔ بعض پیشوں کے لئے غیر شادی شدہ یا شادی شدہ افراد کی ضرورت ہوتی ہے۔ بہرحال کارکن کے انتخاب میں ذاتی کوائف کو تنقیدی نظر سے دیکھنا چاہیئے

۸۔ انٹرویو

کسی قسم کے امیدوار کے انتخاب کے سلسلے میں سب سے زیادہ استعمال ہونے والا طریقہ انٹرویو ہے۔ انٹرویو کے ذریعے امیدوار کا رکھ رکھاؤ، طرز کلام اور شخصیت کا جامع مطالعہ کیا جاتا ہے۔ بعض دفعہ امیدوار کا اعتماد اور حوصلہ دیکھنے کے لئے اوپر نیچے بے دریغ سوال کر دیئے جاتے ہیں۔ بعض دفعہ بہت زیادہ انٹرویو لینے والے امیدوار کو پریشان کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ بعض انٹرویو لینے والے رعب اور جھڑکیوں سے کام لیکر یہ دیکھتے ہیں کہ امیدوار میں ماتحت رہ کر کس حد تک کام کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے بعض اوقات ماہر نفسیات ہی انٹرویو لینے کا کام سرانجام دیتا ہے اور بعض دفعہ ماہر نفسیات پس پردہ رہ کر امیدوار کا تجزیہ کرتا رہتا ہے

۹۔ گروپ ڈسکشن

اس طریقہ کار میں ماہر نفسیات عموماً پس پردہ رہ کر امیدوار کی مختلف صلاحیتوں کا جائزہ لیتا ہے اس طریقہ میں امیدواروں کا ایک گروپ بنا کر ان کو گول دائرے کی صورت میں بٹھا دیا جاتا ہے اور ہر امیدوار اپنی اپنی صلاحیتوں کے مطابق اس بحث میں حصہ لیتا ہے اور ماہر نفسیات امیدواروں کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں کا جائزہ لیتا ہے اور پھر ان کی درجہ بندی کر کے انتخاب کے مرحلے کو آسان بناتا ہے

۱۰۔ کام کی نوعیت کا اندازہ

یورپ اور امریکہ جیسے ترقی یافتہ علاقوں میں ملازم کارکنوں کی درجہ بندی کے لئے یہ طریقہ استعمال کیا جاتا ہے۔ دفتر روزگار والے اس طریقہ کار سے بہت فائدہ اٹھا سکتے ہیں جن کے پاس ہر قسم کی آسامی موجود ہوتی ہے اور امیدوار کی صلاحیتوں تعلیم اور تجربے وغیرہ کے علیحدہ علیحدہ نمبر دیئے جاتے ہیں۔ مثلاً ایک گوشوارہ کچھ اس قسم کا ہو سکتا ہے۔

تعلیم	سامان کی ذمہ داری	تجربہ	درپیش خطرات
یونیورسٹی : ۵	۱ لاکھ تک : ۵	۱ سال یا زیادہ : ۱۵	بہت زیادہ خطرات کا سامنا : ۱۲
کالج : ۴	۵۰ ہزار سے ۱ لاکھ تک : ۴	۹ سے ۱۲ ماہ تک : ۱۲	زیادہ خطرات : ۹
ہائی سکول : ۳	۲۵ ہزار سے ۵۰ ہزار تک : ۳	۶ سے ۹ ماہ تک : ۹	اوسط خطرات : ۶
ابتدائی ریاضی : ۲	۱۰ ہزار سے ۲۵ ہزار تک : ۲	۳ سے ۶ ماہ تک : ۶	اوسط سے کم خطرات : ۳
لکھنا پڑھنا : ۱	۱ ہزار تک : ۱	۳ ماہ سے کم : ۳	معمولی خطرات : ۱

مثال کے طور پر ایک امیدوار کالج کی تعلیم حاصل کر چکا ہے اس کے ذمے ۵ ہزار تک کے سامان کی ذمہ داری ہے۔ اسے ۹ ماہ کا تجربہ ہے اور اسے اوسط درجے کے خطرات کا سامنا ہے۔ اس طرح ۴ + ۴ + ۱۲ + ۶ = ۲۶۔ اسطرح اس کے کل نمبر ہوئے ۲۶۔ فرض کیجئے دوسرا امیدوار ایسا ہے جس کے کل نمبر ۳۷ ہیں تو دوسرا امیدوار منتخب کئے جانے کا نہ صرف زیادہ حقدار ہے بلکہ پہلے کے مقابلے میں زیادہ تنخواہ کا حقدار ہے

یہ تو تھے کچھ اہم ذرائع جن سے ایک اہل امیدوار کے انتخاب کا مرحلہ آسان ہو جاتا ہے مگر اس کے علاوہ بھی بہت سی باتیں جن کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے۔ بعض دفعہ بوڑھے اور معذور لوگوں کو ملازمت دینے سے احتراز کیا جاتا ہے حالانکہ بعض ملازمتیں ایسی ہوتی ہیں جن میں ایسے لوگوں کو ملازمت دینا زیادہ کارآمد ہوتا ہے۔ خاص کر ایسے کام جن میں بیٹھ کر اور حوصلے سے کام کرنا ہو وہاں بوڑھے اور معذور لوگ بہ نسبت جوانوں اور صحت مند لوگوں کے زیادہ بہتر طریقے سے کام کر سکتے ہیں۔

اگر تمام مالکان حضرات کارکنوں کے انتخاب میں ان اصولوں کو مدنظر رکھیں، بلکہ زیادہ مناسب انتخاب کے لئے کسی صنعتی ماہر نفسیات یا مشیر کی خدمات حاصل کر لیں تو کمپنی یا کارخانے کی کامیابی کی ضمانت مل جاتی ہے۔ (اگر خدا چاہے تو)

بچوں کا کالم

پیارے بچو! آپ پر اور آپ کے والدین پر اور آپ کے دوستوں پر اللہ تعالیٰ کی سلامتی ہو آپ نیکیاں کرتے ہوئے خوش اور خوشحال زندگی گزاریں۔

لیجئے آج ہم اس کالم کو ایک خط سے شروع کرتے ہیں یہ خط ہمیں خالد سہیل اور خالد شعیب نے تحریر کیا۔

ڈیر انکل نسیم سیفی صاحب

الفضل میں بچوں کا کالم ہر روز شائع کرنے کا بندوبست کریں اور اچھی نیک باتوں کے ساتھ ساتھ مزیدار لطیفے، پہیلیاں اور سچے واقعات والی کہانیاں جس طرح تشحیذ الاذہان میں شائع ہوتی ہیں بچوں کے کالم میں بھی شائع کریں تو بہت ہی اچھا ہو۔

ہماری طرف سے آپ سب کو نیا سال مبارک ہو۔ ہمارے پیارے حضرت صاحب نے بھی لندن سے ایک خطبہ جمعہ میں نئے سال کی مبارکباد ساری دنیا کے احمدیوں کو دی ہے اور اس طرح ہماری خوشیوں کا ایک بہت بڑا موقع پیدا کر دیا۔ ہماری طرف سے بچوں کے کالم کے ذریعہ ساری دنیا کے احمدی بچوں کو بھی نئے سال کی مبارکباد کا تحفہ پہنچا دیں۔ اللہ میاں سے دعا ہے کہ سارے احمدی بچوں کو دنیا کے بہترین بچے بنائے اور ہم اچھی باتیں اچھے عمل کرنے والے بنیں۔ اور ہمیشہ سچ بولیں۔ محنت سے علم حاصل کریں۔ اور کوئی احمدی بچہ میٹرک سے پہلے اپنی تعلیم کو نہ چھوڑے۔ بلکہ میٹرک کے بعد بھی زیادہ سے زیادہ پڑھیں۔

ہاں انکل۔ یکم جنوری ۱۹۹۰ء کی صبح کو بہت مزا آیا۔ جب صبح سات بجے بجلی نہ بجھی لوڈ شیڈنگ کی وجہ سے۔ تو ہم نے اتفاقاً ٹی وی آن کیا تو ٹی وی "چاچو" صاحب جاپان میں بچوں کے بھجوائے گئے تصویری مناظر یعنی پینٹنگ دکھا رہے تھے تو ان میں سے ایک پینٹنگ کے بارے میں "چاچو" نے بڑی تعریف کے ساتھ بتایا کہ یہ ربوہ سے بھجوائی ہے فلاں بچی نے۔ مجھے افسوس ہے کہ اپنی اس احمدی بہن کا نام مجھے یاد نہیں آ رہا۔ لیکن بہرحال ٹی وی پر ربوہ کا نام سن کر بہت خوشی ہوئی اور یکم جنوری کے نئے سال کے حوالہ سے نئے سال کا پہلا دن بہت مزیدار رہا۔ خدا کرے کہ سارے سال کے سارے دن

باقی صفحہ ۸ پر

حبوب مفید اٹھرا
HABOOB-I-
MUFEED-I-ATTHRA
۲۰ گرام -/۱۵ روپے
۶۰ گرام -/۴۵ روپے
NASIR ناصر
ناصر دواخانہ رجسٹرڈ ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بقیہ:۔ آپ کا خط ملا

کی ایک سطح مرتفع ہے لیکن اس سطح مرتفع پر جو آپ نے ایک نظم کا ہمالہ سجا کر بھیجا ہے اس کی شعریت سوا ہے (حضور کا اس غزل کو روئے سخن کے حوالے سے نظم کہنا فصیح تر ہے) اور اس کی چوٹی پر بیٹھ کر سانس لینے اور دور تک پھیلے ہوئے افق کا نظارہ کرنے کا مزا الگ ہے۔

دیارِ غیر تو بے شک کوئی نہیں لیکن ہماری آنکھ سے اوجھل وطن سے دور میں آپ مسرتوں سے ملی ہیں ہمارے غم کی حدیں میانِ تیرگیٔ غرب وجہِ نور ہیں آپ ایک احمدی شاعر کے سوا کون اس حقیقت کو پا سکتا ہے کہ وطن سے دور رہتے ہوئے بھی دیار غیر کوئی نہیں ..... پھر آگے حضور لکھتے ہیں۔

اس شعر کی عظمت اور اس کے حسن کا نور اس کی سچائی میں ہے اور یہ کہنے میں ذرا سا مبالغہ بھی نہیں کہ ایک ایسی عالمی جماعت کے سربراہ کے لئے جو محبت کے لافانی اور اٹوٹ رشتوں میں منسلک ہو دیار غیر کوئی نہیں۔ پھر غم اور مسرت کے اس عجیب امتزاج کو اگلے شعر نے اس افق پر جہاں غم اور مسرت کی حدیں ملتی ہیں ایک ایسے عجیب منظر کے طور پر دکھایا کہ ڈوبتی ہوئی دنیا کے تاریک افق سے امید کا ایک سورج ابھر رہا ہے۔"

اب آپ ہی کہئے کہ میں کیا کہوں بس حرف ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں ایک آپ کی غزل ۸۹/۴/۱۷ کے شمارے میں شائع ہوئی تھی اس کی میلوڈی سے متاثر ہو کر ایک "جواب آں غزل" میں نے بھی لکھی تھی جو ۸۹/۷/۱۱ کو شائع ہوئی۔ قارئین نے بڑی پسند کی اور مجھے مبارک بادیاں دیں ایک خط بھی آپ کے شمارے میں شائع ہوا تھا۔ اب آپ کی زیر نظر غزل کا جواب بھی اگر اللہ نے چاہا تو لکھوں گا۔

بقیہ:۔ بچوں کا کالم

ہی مزیدار اور خوشیوں والے بن جائیں

خالد سہیل - خالد شعیب
دارالرحمت وسطی۔ ربوہ

سال نو کی مبارکباد آپ جانتے ہیں کیا معنے رکھتی ہے۔ یہ دراصل ہمیں نیک کاموں کی تلقین کرتی ہے اور ہمیں اس بات کا حوصلہ دیتی ہے کہ ہم نے ہر حال میں بہتر زندگی گزارنی ہے۔ مبارک تو نیا سال اس صورت میں ہو گا کہ ہم اچھے کام کریں۔ اچھے بنیں۔ دوسروں کے کام آئیں۔ اگر خدا نخواستہ ہم یہ سال سو کر گزار دیں (سارا سال تو کوئی سو نہیں سکتا لیکن کچھ نہ کرنے کو سونا کہا جاتا ہے۔ وہ سونا نہیں جس کے زیور بنائے جاتے ہیں بلکہ وہ سونا جو اکثر رات کو سویا جاتا ہے) تو پھر یہ سال مبارک کیسے ہوا۔ بس یہ مبارک ہمیں اچھے کاموں کی امید میں دی جاتی ہے۔

ہمارے پیارے امام نے ہمیں مبارکباد دی ہے تو اب آپ سوچ لیں کہ آپ ہم سے کیا چاہتے ہیں، ہمیں کس قسم کے کام کرنے کی تلقین فرماتے ہیں۔

ایک بات ہم آپ کو بتا دیتے ہیں حضور انور کی خواہش ہے کہ سب لوگوں کے ساتھ مل کر تمام ایسی نیکیاں کریں جو باہمی طور پر کی جا سکتی ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی دوسروں کو دعوت دی تھی آخر جن کاموں یا جن باتوں میں ہمارا اختلاف نہیں ہے وہ ہم مل جل کر کریں۔ یہی کچھ ہمیں کرنا چاہیئے۔

ڈاکٹر سلام صاحب کا ذکر تو آپ اکثر سنتے ہیں اور یہ بھی جانتے ہیں کہ انہیں نوبل انعام ملا ہوا ہے۔ بھلا یہ انعام کیا ہوتا ہے۔ نوبل ایک شخص کا نام تھا اور اس نے دیگر کئی چیزوں کے علاوہ ڈائنا مائٹ بھی ایجاد کیا تھا اس چیز سے اس نے بہت سی رقم حاصل کی اور مرتے وقت یہ وصیت کی کہ میری ساری رقم (جو اس نے بنکوں میں جمع کر دادی) انعامات دینے پر خرچ کی جائے سب سے پہلے یہ انعام ۱۰ر دسمبر ۱۹۱۰ء کو دیا گیا۔

ڈاکٹر سلام صاحب کو ۱۹۷۹ء میں انعام ملا تھا۔

○ ایک آدمی نے درزی سے پوچھا کہ وہ پتلون سینے کی کتنی اُجرت لے گا۔

درزی نے جواب دیا پچیس روپے

گاہک نے پوچھا اور نیکر سینے کے

درزی کہنے لگا۔ دس روپے۔

گاہک۔ تو اچھا تم مجھے ایک لمبی سی نیکر سی دو جو میرے ٹخنوں تک ہو۔

○ مکرم و محترم شیخ مبارک احمد صاحب امیر و مربی انچارج امریکہ نے بھی اس کالم کے لئے ایک واقعہ تحریر فرمایا ہے۔ اگلے ایشوع میں آپ وہ واقعہ پڑھ کر مزہ لیں گے۔

خبریں

ملکی خبریں

○ پنجاب کے وزیر قانون و پارلیمانی امور سردار نصر اللہ دریشک نے وفاقی وزیر برائے پارلیمانی امور کے اس بیان کہ صدرِ مملکت کے عہدے کی میعاد ۲۳ر مارچ ۱۹۹۰ء کو ختم ہو رہی ہے پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ وفاقی وزیر کا یہ بیان سراسر بدنیتی پر مبنی ہے اور اسکا واحد مقصد صدرِ مملکت کی ذات اور عہدے کو متنازعہ بنانا ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ شق صرف صدر ضیاء الحق کی ذات کیلئے تھی۔

○ قومی اسمبلی کے سپیکر ملک معراج خالد نے کہا ہے کہ بدعنوانیوں اور ہارس ٹریڈنگ ایسی برائیوں کا خاتمہ متناسب نمائندگی کے نظام کے تحت انتخابات کے نظام کو اپنانے سے ہو سکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ وقت آگیا ہے کہ صوبوں کو زیادہ سے زیادہ خود مختاری دی جائے اور اس کام میں مزید التواء یا پس و پیش سے کام نہیں لینا چاہیئے۔ انہوں نے کہا کہ اس موقع پر مڈٹرم انتخابات متعدد وجوہات کی بنا پر فائدہ مند ثابت نہیں ہو سکتے۔

○ بھارت نے ایک بار پھر پاکستان کو متنبہ کیا ہے کہ وہ بھارت کے داخلی معاملات میں مداخلت نہ کرے اور بھارتی علاقوں میں دہشت گردی سے باز رہے۔ بھارت نے دعویٰ کیا ہے کہ مقبوضہ کشمیر کے عوام کئی بار حق خودارادیت استعمال کر چکے ہیں

غیر ملکی خبریں

○ مقبوضہ کشمیر کے گورنر کے وی کرشنا راؤ نے ریاست کی صورتحال بے قابو ہونے پر اپنے عہدے سے استعفیٰ دے دیا ہے۔ کرشنا راؤ نے گذشتہ برس ہی جگ موہن کی جگہ یہ عہدہ سنبھالا تھا۔ بھارتیہ جنتا پارٹی سمیت متعدد پارٹیوں نے ان پر امن و امان بحال نہ رکھ سکنے اور حریت پسندوں کو کچلنے میں ناکامی کا الزام عائد کرتے ہوئے مستعفی ہونے کا مطالبہ کیا تھا۔

○ سوویت حکام نے نگورنو کاراباخ کے متنازعہ علاقے آرمینیا کے کچھ حصے اور جنوبی جمہوریہ آذربائیجان کے بعض علاقوں میں کرفیو نافذ کر دیا ہے۔ صدر گورباچوف کے دستخطوں سے ایک فرمان جاری کیا گیا ہے۔ جسکے مطابق بری فوج، بحریہ اور کے جی بی کے سپاہیوں کو اس علاقے میں بھیجا جا رہا ہے۔ جہاں اس فرمان کے مطابق سوویت اقتدار کا طاقت کے ذریعے تختہ الٹنے کی کوشش کی گئی۔ گذشتہ دنوں میں آذربائیجانیوں اور آرمینیائی باشندوں کے درمیان جھڑپوں میں اضافہ ہو گیا ہے۔ اس علاقے سے موصول ہونیوالی اطلاعات کے مطابق متنازعہ علاقے کے قریبی علاقوں میں گھمسان کی لڑائی کی خبریں ملی ہیں۔ طرفین کی طرف سے ایسے ہیلی کاپٹر اور بکتر بند گاڑیاں استعمال کی گئی ہیں۔

اعلیٰ باسمتی چاول

جب سے گورنمنٹ نے باسمتی چاول کی ایکسپورٹ کی اجازت دی ہے۔ ادارہ شفا میڈیکو نہایت اعلیٰ کوالٹی کا چاول ایکسپورٹ کر رہا ہے۔ کوالٹی کے لحاظ سے یہ چاول ملک کے اندر اور ملک کے باہر نہایت مقبول ہے۔

غیر ممالک میں جو اصحاب چاول امپورٹ کرنا چاہیں وہ ہم سے رابطہ کریں۔

اسی طرح ہم وافر مقدار میں کرنل باسمتی۔ ۳۷۰ باسمتی اور ۳۸۵ باسمتی پرانی اور نئی فصل نقد خریداری کرتے ہیں۔ جو اصحاب اپنا مال فروخت کرنا چاہیں ہم سے رابطہ کریں۔ مگر اس بات کا خیال رہے کہ ہم صرف اعلیٰ کوالٹی کے مال کے ہی خریدار ہیں

شفا میڈیکو چوک شفا میڈیکو۔ نزد میو ہسپتال۔ لاہور

فون ۶۳۶۹۳ - ۲۲۳۴۶۲

ٹیلیکس نمبر SHIFA PK ۴۴۳۸۹ ٹیلی فیکس ۲۲۸۵۹۶